یتیموں کے والی ﷺ

*ڈاکٹر حافظ محمد سعد اللہ

Abstract

The care and look after of orphan and street children is a very important issue of human societies. This is very important for social security and growth. In today's world we can see the orphanage on individual and collective level. Similarly orphan houses are established under the supervision of private and government organizations. This is because of the teachings and practices of the Holy Prophet (PBUH). Before Holy Prophet (PBUH) there was no one who has taken care of orphans as he did. The Holy Prophet (PBUH) was the foremost one who laid out rules for the preservation of their rights. Religious and social laws had no room for their rights. When Holy Prophet (PBUH) was institutionalized last prophet, there was a considerable figure of such orphan children who were in a very poor condition living without caretakers. This article deals with the teachings and actions of the Holy Prophet (PBUH) who set an example for his Ummah being a caretaker, savior and protector of the rights of orphans. He not only took practical steps for the rehabilitation, but also warned people about ill treatment of orphans. He motivated them for the preservation of their rights and made them aware about the rewards for good treatment of orphans.

Key words: Holy Prophet, Orphans, Rights, Rehabilitation, Caretaker.

اللہ کریم کے آخری رسول اور محبوب سیدنا ومولانا ومأوانا و ملجانا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کی پاکیزہ زندگی، اخلاقِ عالیہ، تعلیمات اور اسوہ حسنہ اس امر پر گواہ ہیں کہ "رَحۡمَةً لِّلۡعَٰلَمِينَ" ہونے کی حیثیت سے [1] خالقِ کائنات نے آپ ﷺ کا خمیر ہی رحمت سے اٹھایا تھا۔ غریب، کمزور، بے کس، بے سہارا، مظلوم، مصیبت زدہ، مسکین، انسانی عزت و تکریم سے محروم اور نظر انداز کیے گئے طبقوں اور لوگوں کی حمایت، بے لوث ہمدردی، خیر خواہی اور ان پر رحمت و شفقت کا سچا جذبہ آپ ﷺ کی جبلّت و فطرت میں رکھ دیا گیا تھا جس کا مظاہرہ وحی اور قرآنی تعلیمات کے نزول سے قبل بھی دیکھنے میں آیا اور پھر وحی کے نزول نے اس جذبہء رحمت و شفقت نبوی ﷺ کو مزید چار چاند لگا دیے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلی وحی کے نزول پر جس کو اٹھانے کی سکت پہاڑوں میں بھی نہیں تھی[2]۔ آپ ﷺ کا خوف زدہ ہو جانا ایک طبعی امر تھا۔ اس موقع پر آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی جن صفات اور خوبیوں کی بناء پر آپ ﷺ

---

*- سابق مدیر مجلّہ منہاج لاہور / مدیر اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور

کو تسلّی دی اور عرض کیا کہ اس قسم کی خوبیوں اور اوصاف کے حامل شخص کو اللہ کبھی رسوا نہیں فرمائے گا۔ ان میں ایک خوبی صحیح بخاری کے الفاظ میں یہ بھی تھی: وتحمل الکل، وتکسب المعدوم، " آپ ﷺ کمزور، بے سہارا اور یتیم لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور فقیر و محتاج لوگوں کو کما کر کھلاتے ہیں"[3]

نبی رحمت ﷺ کی تشریف آوری اور بعثت کے وقت، معاشرے میں ان بے کسوں، بے سہارا، کمزور، مظلوم اور نظر انداز کیے گئے طبقات میں سے ایک نمایاں طبقہ ان نابالغ بچوں کا تھا جن کے والدین، خصوصاً والد کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا، ایسے ہی بچوں کو لغوی اور اصطلاحی طور پر "یتیم" کہا جاتا ہے۔ جن کا ہر زمانے اور ہر انسانی معاشرے میں پایا جانا ایک تکوینی اور قدرتی امر ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی تعلیمات اور ذاتی طرز عمل سے اس بے سہارا اور کمزور طبقہ کے دکھوں کا کس طرح مداوا فرمایا، کس طرح ان کے حقوق کی پاسداری کی ترغیب دی، ان کے ساتھ ظلم و زیادتی پر کیا وعیدیں سنائیں، کس طرح ان کے احساس محرومی کو دور فرمایا اور کس طرح ان کے ساتھ سگے باپ سے بڑھ کر شفقت بھرا برتاؤ فرمایا، وغیرہ وغیرہ، آئندہ سطور میں اسی چیز کی بقدر ضرورت وضاحت و تفصیل زیر نظر خصوصی شمارے کے بنیادی موضوع کی مناسبت سے زیر بحث لانے کی کوشش کی گئی ہے۔

حضور ﷺ کے یتیم پیدا ہونے میں حکمت

تاریخ اور سیرت کی کتابوں کی گواہی کے علاوہ حضور ﷺ کے یتیم پیدا ہونے پر قرآن کی نص موجود ہے۔ اب فعل الحکیم لایخلوعن الحکمۃ "حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا" کے مقولہ کے مطابق حضور ﷺ کے یتیمی کی حالت میں پیدا ہونے کی اصل حکمت تو آپ ﷺ کا حکیم خالق ہی جانتا ہے۔ تاہم بعض علماء کرام نے بھی اس امر میں پنہاں حکمتوں کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے، چنانچہ ایک بڑی حکمت تو یہی نظر آتی ہے کہ ایک انسان جب تک کسی راہ سے عملی طور پر نہ گزرے، اسے اس کے نشیب و فراز کا علم نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جب تک وہ کسی چیز کو چکھ نہ لے اسے اس چیز کے پھیکا، کڑوا یا میٹھا ہونے کا اندازہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس عمومی ضابطہ و اصول کے تحت حضور ﷺ کو عملی طور پر یتیمی کے دور سے متعارف کروایا گیا اور اس پر خطر راہ سے گزارا گیا تاکہ آپ ﷺ کو یتیموں کو پیش آئندہ آلام و مصائب کا صحیح معنوں میں اندازہ ہو سکے۔ امام رازی نے سورۃ الضحیٰ کی آیت نمبر ٦ (اَلَمْ یَجِدْكَ

يَتِيْمًا فَاٰوٰى) کی تفسیر میں حضور ﷺ کے یتیم پیدا ہونے کی چھ حکمتیں گنوائی ہیں۔ ان میں درج ذیل تین حکمتیں زیر بحث موضوع سے متعلق ہیں۔

1) آپ ﷺ کو یتیموں کی قدر کا اندازہ ہو، تاکہ آپ ﷺ ان کے حقوق اور اصلاحِ احوال کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ جب مصر میں قحط پڑا تو عزیز مصر کے وزیرِ خوراک حضرت یوسف علیہ السلام ساری رعایا میں غلّہ تقسیم فرماتے تھے مگر خود بھوکے رہتے تھے۔ کسی آدمی نے وجہ پوچھی تو فرمایا: مجھے اس بات کا خدشہ ہے کہ اگر میں خود سیر ہو کر کھاؤں گا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ میں بھوکوں کو بھول جاؤں۔

2) جب آپ ﷺ یتیم ہوں گے تو آپ ﷺ کی نسبت سے باقی یتیم بچوں کی بھی عزت کی جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم کسی بچے کا نام محمد رکھو تو اس کا احترام کرو اور اسے مجلس میں جگہ دو" کیونکہ اسے میرے نام سے نسبت ہو گئی ہے"

3) یتیم اور فقیر ہونا معاشرے میں ایک نقص اور عیب تصور کیا جاتا تھا۔ جب آپ ﷺ بھی یتیم اور فقیر ہو گئے تو دنیا کے دیگر یتیم اور فقیر لوگوں کو بھی احترام مل گیا۔[4]

یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیمات نبوی

تاریخ اور پھر قرآنِ مجید کی بعض نصوص سے مترشح ہوتا ہے کہ نبی رحمت ﷺ کی تشریف آوری اور بعثت کے وقت یتیموں کا طبقہ بالکل بے یارومددگار ہو کر رہ گیا تھا۔ چنانچہ یتیم بچے چونکہ بچے ہوتے تھے اور اپنے نفع و نقصان کو نہیں سمجھ پاتے تھے اس لیے ان کے باپ کے انتقال کے بعد جو لوگ ان کے سرپرست / ولی بنتے وہ ان کا مال کھا جاتے، اپنے ناقص مال کو ان کے عمدہ مال سے تبدیل کر لیتے، یتیم کے مال کے انتظام و انصرام کے بدلے زیادہ مال رکھ لیتے، یتیم بچیوں سے ان کے مال کے لالچ میں نکاح کرتے مگر نہ تو ان کے حقوق ادا کرتے اور نہ ہی ان کے ساتھ انصاف کرتے۔ یتیم بچوں کو نہ ہی خود کھلاتے اور نہ اوروں کو ترغیب دلاتے۔ ان پر رحم کھانے اور شفقت کرنے کے بجائے ان کی توہین کرتے وغیرہ وغیرہ۔

اس صورتِ حال میں نبی کریم ﷺ جس دینِ رحمت اور کتابِ ہدایت و رحمت کو لائے تھے اس میں یتیموں کے ساتھ روا رکھی جانے والی مذکورہ قسم کی زیادتیوں سے لوگوں کو باز رکھنے کے لیے لوگوں کو سخت وعیدیں سنائی گئیں۔ مثلاً کسی یتیم کا مال ہڑپ کرنے کو قرآن مجید نے بڑا گناہ[5] اور پیٹ میں آگ بھرنے کے

مترادف قرار دیا[6]۔ بھلائی کے ارادے کے سوا ان کے جوان ہونے تک ان کے مال کے نزدیک جانے سے بھی روک دیا گیا۔[7] ہر حال میں ان کے ساتھ انصاف کا حکم دیا گیا[8]۔ ان کی تکریم کی ترغیب دی گئی ہے[9]۔ انہیں جھڑکنے سے منع کیا گیا۔[10] انہیں کھانا کھلانے اور ہر طرح سے ان کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی کی تعلیم دی گئی[11]۔ اور ازارہ تکبر کسی یتیم کو دھکاّ دینے کو دین کی تکذیب کے مترادف قرار دیا گیا۔[12] علاوہ ازیں متعدد آیات میں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے اور ہر ممکن ان کی مالی مدد کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔[13]

یتیم پروری کی نفسیاتی ترغیب

انسانی نفسیات ہے کہ انسان جب تک کسی عمل کی اہمیت و ضرورت کو نہ سمجھے اور اسے اپنے ذہن اور دل و دماغ سے قبول نہ کرے تو محض ڈنڈے اور قانون کے زور پر وہ عمل زیادہ دیر تک اس سے نہیں کرایا جا سکتا۔ اس کے برعکس جب کسی عمل کی اہمیت وافادیت انسان کی سمجھ میں آجاتی ہے اور اس کا دل و دماغ اس پر آمادہ ہو جاتا ہے تو پھر اس عمل کو مشکل سے مشکل صورت میں بھی انجام دینا آسان ہو جاتا ہے۔ نبیِ رحمت ﷺ نے اسی انسانی نفسیات کے مد نظر مختلف پیرایوں میں یتیم پروری کی نفسیاتی ترغیب دی ہے اور اس کار خیر کی دنیوی و آخروی برکات سے پردہ اٹھایا ہے۔ تعلیم و تربیت کے اس نبوی منہج کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہی لوگ جو دور جاہلیت میں یتیم بچوں کی کفالت تو درکنار اپنی سگی بیٹیوں کو بھی زندہ در گور کر دیتے تھے۔[14] وہ ایک یتیم بچی کو اپنی کفالت میں لینے کے لیے ایک دوسرے سے جھگڑتے نظر آئے۔[15]

یتیم پروری کی نفسیاتی ترغیب پر مشتمل چند تعلیمات نبوی ملاحظہ ہوں:

(ا) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

خير بيت في المسلمين, بيت فيه يتيم يحسن إليه, وشر بيت في المسلمين, بيت فيه يتيم يساء إليه".[16]

"مسلمانوں (یا مسلمان معاشرے) میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم رہائش پذیر ہو، جس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو۔ اور مسلمانوں میں سب سے برا گھر وہ ہے جس میں کوئی ایک ایسا یتیم رہتا ہو جس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو"

(ب) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انا وکافل الیتیم کھاتین فی الجنۃ،وقرن بین اصبعیہ الوسطی والتی تلی الإبھام [17]
"قیامت کے دن میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا دونوں جنت میں اس طرح (قریب قریب) ہوں گے" آپ نے بیچ کی، اور انگوٹھے سے قریب کی انگلی، کو ملا کر دکھایا"
(ج) حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
من قبض یتیما بین المسلمین إلی طعامہ وشرابہ ادخلہ اللہ الجنۃ البتۃ إلا ان یعمل ذنبا لا یغفر لہ [18]
" جو شخص مسلمانوں کے درمیان سے کسی یتیم کو اپنے ساتھ رکھ کر اسے کھلائے پلائے، تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا، سوائے اس کے کہ وہ ایسا گناہ (شرک) کرے جو مغفرت کے قابل نہ ہو"
(د) حضرت ابو امامہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا، اور اس ہاتھ پھیرنے میں اللہ کی رضاء کے سوا کوئی غرض نہ ہو تو اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے ہر بال کے عوض اس کے لیے کئی نیکیاں ہونگی۔ اور جس آدمی نے اپنے پاس موجود کسی یتیم بچی یا یتیم بچے کے ساتھ حسن سلوک کیا تو میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی مانند ایک دوسرے کے قریب ہونگے اور اپنی دونوں انگلیاں اکھٹی کر کے دکھائیں۔ [19]
(ھ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے بارگاہ نبوی میں اپنے دل کی سختی / پتھر دلی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو تو یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا کر اور مسکین کو کھانا کھلایا کر [20]
(و) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے کسی یتیم کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اس نے اس اس کے نان و نفقہ میں تمام ضروریات کا ذمہ اٹھالیا تو وہ یتیم بروز قیامت اس کے لیے دوزخ کی آگ سے پردہ بن جائے گا اور جس آدمی نے کسی یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا تو اس کے لیے ہر ایک بال کے بدلے نیکی ہوگی [21]
حضور کریم ﷺ کی یہ تعلیمات عام سیاستدانوں اور حکمرانوں کی طرح محض عوام کی طفل تسلی اور بیوقوف بنانے کے لیے نہیں تھیں بلکہ آپ ﷺ کے دل کی آواز تھی۔ اور عمومی مشاہدہ ہے کہ جو بات دل سے نکلتی ہے وہ اثر بھی رکھتی ہے۔ اسی عمومی مشاہدہ کے مطابق ان تعلیمات نبوی نے جو اثر دیکھایا اور

یتیموں کا حق مارنے والوں اور انہیں ظلم و ستم کا نشانہ بنانے والے عرب کے بدووں میں جو انقلاب بپا گیا اس کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ:

حضور پاک ﷺ کی ان تعلیمات نے عرب کی فطرت بدل دی، وہی دل جو بے کس وناتواں یتیموں کے لیے پتھر سے زیادہ سخت تھے وہ موم سے زیادہ نرم ہو گئے۔ ہر صحابی کا گھر ایک یتیم خانہ بن گیا۔ ایک ایک یتیم کے لطف و شفقت کے لیے کئی کئی ہاتھ ایک ساتھ بڑھنے لگے اور ہر ایک اس کی پرورش اور کفالت کے لیے اپنے آغوش محبت کو پیش کرنے لگا۔ بدر کے یتیموں کے مقابلے میں جگر گوشۂ رسول فاطمہ بتول اپنے ددعویٰ کو اٹھا لیتی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے خاندان اور انصار وغیرہ کی یتیم بچیوں کو اپنے گھر لے جا کر دل وجان سے پالتی ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ حال تھا کہ وہ کسی یتیم بچے کو ساتھ لیے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے۔[22]

یتیم پروری میں حضور کا ذاتی اسوہ

یتیم پروری کے حوالے سے حضور ﷺ کی درجہ بالا تعلیمات پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے کے بعد اب اس امر کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے کہ ان تعلیمات وہدایات پر خود آپ ﷺ کا ذاتی عمل کس حد تک تھا۔ تو اس سلسلے میں یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے اور قرآن وحدیث کے بعد کتب تاریخ وسیرت اس بات پر گواہ ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں جس چیز پر بھی عمل کا حکم دیا، پہلے بذات خود اس پر سو فیصد سے بھی زیادہ عمل کر کے دیکھایا۔ چنانچہ چالیس سال تک پہلے سراپا قرآن بن کر دیکھایا اور اس کے بعد لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔[23]

پہلے خود ساری ساری رات رکوع وسجود اور عبادات میں گزاری[24] تب جا کر اپنے پیروکاروں کو دن رات میں صرف پانچ وقت کی نماز پڑھنے کا حکم دیا۔[25] پہلے خود اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کیا[26] تب کہیں لوگوں صرف اڑھائی فیصد زکوۃ کا حکم دیا۔[27]

پہلے رضائی ماں باپ کے قدموں میں چادر بچھا کر ان کی کمال تعظیم وتکریم کا ثبوت دیا[28]، اس کے بعد اہل ایماں کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا۔[29] یہی معاملہ یتیموں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے ساتھ کمال ہمدردی کے سلسلے میں تھا۔ چنانچہ آئندہ سطور میں ہم گلشنِ سیرت سے زیر بحث

موضوع کے حوالے سے" مشتے از خروارے "کے طور پر چند ایمان افروز، روح پرور اور بے مثال روایات و وقعات کا مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

ابو جہل سے ایک یتیم کا مال نکلوانا:

تفسیرِ کبیر میں امام رازی نے سورۃ الماعون کی پہلی آیت

میں علماء کے مختلف اقوال وآراء لکھتے ہوئے الماوردی کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ آیت کریمہ ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئی جس کے پس منظر میں یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ (ابو جہل) ایک یتیم لڑکے کا وصی تھا۔(یعنی اس یتیم بچے کے باپ نے مرتے وقت ابو جہل کو اپنے بچے کی تربیت اور اس کے مال کی نگرانی کی وصیت کی تھی۔ مگر اس ظالم نے یتیم بچے کی تربیت اور نگہداشت کے بجائے اس کی کمزوری اور بے کسی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کا مال ہی ہڑپ کر لیا) تو ایک دن وہ یتیم اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یُكَذِّبُ بِالدِّیۡنِ1

" کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو روزِ جزا کو جھٹلاتا ہے " کی تفسیر کے ضمن میں یہ مسئلہ بھی اٹھایا گیا ہے۔ کہ آیا یہ آیت کسی مُعیّن شخص سے متعلق ہے یا اس کا حکم عام ہے۔ تو اس سلسلے بچہ ننگے بدن اس کے پاس آیا اور اس سے سوال کیا کہ وہ اس کے اپنے مال سے کچھ دے دے۔ اس پر ابو جہل نے کچھ دینے کے بجائے اسے دھتکار دیا اور اس یتیم کی کوئی پروانہ کی جس پر وہ بچہ مایوس ہوا اور دوسرے قریشی سرداروں کے پاس پہنچا تو ان قریشی روساء نے اس بچے سے کہا:

قل لمحمّد يشفع لك،وكان غرضهم الاستهزاء ولم يعرف اليتيم ذالك

"تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو وہ تمہاری سفارش کریں گے اور اس سے ان کا مقصود محض استہزاء / ٹھٹھہ تھا یا تماشا دیکھنا تھا، جسے یتیم بچہ نہیں سمجھتا تھا" چنانچہ وہ بچہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے ابو جہل کو سفارش کرنے کی درخوست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طبعی رحمت و شفقت کے باعث کسی محتاج و سائل کا سوال رد نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ ابو جہل کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے خلاف توقع کسی قسم کی بد تمیزی کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا اور اسی وقت یتیم کا سارا مال اس کے سپرد کر دیا۔ تماشا دیکھنے کے منتظر تمام سردارانِ قریش

1۔ الماعون، ۱۰۷/ ۱

کے نوٹس میں یہ بات آئی تو انھوں نے ابو جہل کو عار دلاتے ہوئے کہا: صبوت (لگتا ہے تو صابی / بے دین ہو گیا ہے) تو اس نے اصل صورت حال سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہا: تمہیں قسم بخدا میں صابی نہیں ہوا۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ مجھے اس (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کے دائیں اور بائیں جانب (یا دونوں ہاتھوں میں) نیزے تنے نظر آئے تو مجھے یہ ڈر لاحق ہو گیا کہ اگر میں اس کی بات نہیں مانتا ہوں تو وہ یہ نیزے مجھے چبھودے گا30

یتیم بشیر بن عتبہ کی جذباتی تسکین

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ویسے تو ساری امت کے روحانی باپ ہیں ۔مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم بچوں کے نسبی والدین کا خلا جس طرح پر فرمایااور جس طر ان کی جذباتی (Emotional) حمایت و تسکین فر ما کر ان کے والدین کی وفات کے غم کو دور فرمایا ،اس کی نظیر آسمان کی آنکھ نے آج تک نہیں دیکھی۔ذیل میں اس طرح کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو:

حضرت بشیر بن عقبہ الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں؛ میں غزوہ احد کے دن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوااور پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ کا کیا ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انھوں نے جام شہادت نوش کر لیا ہے۔اللہ ان پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے"

یہ سن کر میں رونے لگا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پکڑا اور میرے سر پر دست شفقت پھیرا اور مجھے اپنے ساتھ سوار کر لیا۔ پھر فرمایا:

اما ترضیٰ ان ا کون انا ابوك و تکون عاشۃ امك 31

" اے بشیر کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں تیرا باپ اورسیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تیری ماں ہوں۔(اس روایت کوامام بزار نے روایت کیا ہے)

ایک یتیم کی درخواست پر فوری عمل

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کہتے ہیں : ایک مرتبہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک لڑکا آپ کی خدمت میں حاضر ہو ا اور عرض کرنے لگا ۔یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ۔میں ایک یتیم لڑکا

ہوں میری ایک بہن اور بیوہ ماں ہے۔ ہم مفلوک الحال اور کئی دن سے بھوکے ہیں لہذا اپنے ہاں سے ہمیں کھانا عنایت فرمایئےاس کھانے کے بدلے میں اللہ کریم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا کھلائے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بچے کی اس مئودبانہ گفتگو سے بہت خوش ہوئےاور فرمایا: ہمارے گھر جاو وہاں سے کھانے کے لیے جو کچھ ملے میرے پاس لے آؤ۔وہ لڑکا کا شانہ نبوی سے اکیس عدد خشک کھجوریں لے آیا اور لا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی پر رکھ دیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نےان کھجوروں پر پھونک ماری اوربرکت کی دعا کی اور فرمایا بیٹا ! یہ سات کھجوریں تیرے لیے ،سات تیری ماں کے لیے اور سات تیری بہن کے لیے ہیں ۔ صبح شام ایک ایک کھا لیا کرو۔

یہ لڑکا بارگاہ نبوی سے اٹھ کر باہر آیا تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اس کی طرف اٹھے اوراس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئےدعا دی کہ اللہ کریم تمہارے حالات بہتر بنائےاور تمہیں اپنے باپ کا خلیفہ بنائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ سب دیکھ رہے تھے ۔حضرت معاذ واپس آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا : تم نے ایسا کیوں کیا(شاید باقی حاضرین کی تعلیم کے لیے پوچھا ہو)؟ معاذ نے عرض کیا ؛یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچے پر رحمت کے جذبے سے۔اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" اس ذات کی قسم جس کے قبضہء قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ جو مسلمان کسی یتیم بچے کے ساتھ پیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ یتیم کے ہر بال کے بدلے اس کا درجہ بلند کرتا ہے ،ہر بال کے بدلے میں اسے نیکی عطا فرماتا اور ہربال کےعوض اس کی ایک خطا معاف فرماتا ہے۔32

ایک یتیم بچے کی سفارش

ایک دفعہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں ایک یتیم بچے نے ایک شخص پر نخلستان کے متعلق دعویٰ پیش کیا مگر وہ دعویٰ ثابت نہ کر سکا۔جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نخلستان کا فیصلہ مدعیٰ علیہ کے حق میں فرمادیا۔تو وہ یتیم اس پر رو پڑا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فطری رحمت و شفقت کی بناءپر مدعا علیہ سے(ازارہ مشورہ) فرمایا کہ تم نخلستان اس بچے کو دے دو خدا تمہیں اس کے بدلے جنت کا باغ دے گا،مگر وہ اس ایثار پر راضی نہ

ہوا۔ایک صحابی ابو الدحداح نامی وہاں موجود تھے انہوں نے اس شخص سے کہا؛کیا تم یہ نخلستان میرے فلاں باغ سے بدلتے ہو ؟ اس نے آمادگی ظاہر کی تو انہوں نے فوراً تبادلہ کرلیااور وہ نخلستان اپنی طرف سے اس یتیم کو ہبہ کر دیا۔33

یتیموں کی سرپرستی کاعام علان

یتیم بچوں، بیواوں ،اور بے سہارو بے آسرا لوگوں کی خبر گیری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جبلت و فطرت میں داخل اور آپ کی طبیعت ثانیہ تھی۔ پہلی وحی کے نزول کے وقت قدرتی و فطری گھبراہٹ کے وقت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہانے یہی بات کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی تھی کہ اللہ کریم کبھی بھی آپ کو رسوا نہیں فرمائے گا ،کیونکہ آپ بے یارومددگار اور بے سہارا لوگوں کا بوجھ اٹھاتے اور ناداروں کو کماکر عنایت فرماتے ہیں ، (وتحمل الکل، وتکسب المعدوم)[34] اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن سے اس عادت اور معمول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ کے غمخوار چچا حضرت ابو طالب نے ایک طویل قصیدے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں خراج عقیدت پیش کیا تھا؛

وابیض یستقی الغمام بوجهه ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

"وہ گورے مکھڑے والا جس کے روئے مبارک کے واسطے سے ابر رحمت / بارش کی دعائیں مانگی جاتی ہیں ۔وہ یتیموں کاماوی وملجاو فریادرس اور بیواوں کاحامی و محافظ "

تاہم ایک وقت ایسا بھی آیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک بھر کے یتیموں کی سرپرستی کاعام اعلان فرمایا چنانچہ فقیہ مفسرّ امام قرطبی اور علاّمہ آلوسی وغیرہ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۶ (اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ) کی تفسیر میں امام بخاری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جب مدینہ میں فتوحات ہونے لگیں اور بیت المال میں مالِ غنیمت آنا شروع ہوگیاتو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیت کاحوالہ دیتے ہوئے فرمایا:

فایما مؤمن مات وترك مالا فلیرثه عصبته من کانوا ،ومن ترك دینا او ضیاعاً فلیاتنی فانا مولاہ۔[35]

"جو آدمی بھی فوت ہو جائے اور وہ کوئی مال چھوڑ جائے تو اس مال کے وارث اس کے عصبہ (قریبی رشتہ دار) ہوں گے۔ وہ جو بھی ہوں اور اگر اس نے کوئی قرض چھوڑا یا بچے چھوڑ گیا تو وہ قرض اور یتیم بچے میرے ذمہ۔ میں ان کا سرپرست ہوں گا"

جبکہ ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

فایکم ترك دیناً او ضیعة فادعونی فانی ولیه الخ[36]

"پس تم میں سے جو آدمی قرض یا چھوٹے بچے چھوڑ کر جائے تو مجھے بلاؤ / اطلاع کرو بے شک میں اس کا ولی ہوں اور اگر مال چھوڑ کر جائے تو وہ اس کے قریبی رشتہ داروں کا ہے۔"

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی اسی طرح کی ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ عام فرمایا:

الله ورسوله مولی من لا مولی له، والخال وارث من لا وارث له[37]

'اللہ اور اس کا رسول ولی (سرپرست) ہیں جس کا کوئی ولی (سرپرست) نہیں ہے اور ماموں اس آدمی کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہیں ہے۔"

جبکہ ایک اور حدیث میں ہے: من ترك كلاً فعلیّ[38]

"جس آدمی نے کوئی یتیم بچہ چھوڑا تو اس کی ذمہ داری میرے ذمے ہے"۔

یہی وجہ تھی کہ جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے تو نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ان کے بچے میرے پاس لاو، بچے حاضر ہو گئے۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری والدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ہماری یتیمی کا ذکر کیا جس پر اللہ کے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو ان پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہے جبکہ میں دنیا و آخرت میں ان کا ولی ہوں۔[39]

حضور پاک کی تعلیمات اور اسوہ کے اثرات

آج دنیا میں انفرادی واجتماعی طور پر کہیں کہیں یتیم پروری کے جو مناظر دیکھنے میں آتے ہیں، اسی طرح پرائیویٹ اداروں اور حکومت کی سرپرستی میں یتیم خانے اور فاونٹین ہاوس قائم ہیں اور یتیم لاوارث بچوں پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے، یہ سب صدقہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج بالا تعلیمات اور اسوہ حسنہ کا، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل پوری دنیا میں اس کمزور وبے سہارا طبقہ کا کوئی پرسانِ حال

تھا نہ مذاہب و قوانین عالم میں اس طبقہ کے حقوق کا کوئی تحفظ کیا گیا تھا۔ حضور ﷺ کی انھی تعلیمات کے دنیا پر اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے معروف سیرت نگار سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے:

"آج دنیا کے شہر شہر میں یتیم خانے قائم ہیں مگر اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے بھی یہ بد قسمت گروہ اس نعمت سے آشنا تھا تو تاریخ کی زباں سے جواب نفی میں ملے گا۔ اسلام پہلا مذہب ہے جس نے اس مظلوم فرقہ کی دادرسی کی۔ عرب پہلی سرزمین ہے جہاں کسی یتیم خانہ کی بنیاد پڑی۔ اور اسلام کی حکومت دنیا کی پہلی حکومت ہے جس نے اس ذمہ داری کو محسوس کیا اور عرب، مصر، شام، عراق، ہندوستان، جہاں جہاں مسلمانوں نے اپنی حکومتوں کی بنیادیں ڈالیں ساتھ ساتھ ان مظلوموں کے لیے بھی امن وراحت کے گھر بنائے، ان کے وظیفے مقرر کیے۔ مکتب قائم کیے۔ جائیدادیں وقف کیں اور دنیا میں ایک نئے انسٹی ٹیوشن کی طرح ڈالی اور قانوناً اپنے قاضیوں کا یہ فرض قرار دیا کہ وہ بے والی، غیر سرپرست یتیموں کے سرپرست ہوں۔ ان کی جائیدادوں کی نگرانی، ان کے معاملات کی دیکھ بھال اور انکی شادی بیاہ کا انتظام کریں، اور یہ وہ دستور ہے جس کی پیروی آج یورپ کے ممالک میں کی جاتی ہے اور لندن کے لارڈ میر یا آرفن کورٹ کے حکام مسلمان قاضیوں کے ان فرائض کی نقل کرتے ہیں"[40]

حوالہ جات

[1] - Al-Anbiya,21:107
[2]- Al-Hashar,59:21
[3] -*Bukhārī, Abu Abdullāh Muḥammad Bin Ismā'īl, Al-Jaami' al-Sahih,bab Bar ul wahi,hades no:6982,Qadeemi kutab khana,Karachi,1/3*
[4] Fakhar Uddin razi,Imam,Tafseer ul kabir,taba 2,13/218
[5] - Al-Nissa,4:2
[6] Abid,4:10
[7] Al-Anaam,6:52; Bani-Israeel,17:37
[8] Al-Nissa,4:127
[9] Al-Fajzr,89:17
[10] Dhuha,93:10
[11]Al-Dahar,76:8;Al-Balad,90:15
[12] - Al-Maoon,107:2
[13] Al-Bakara,2:77-83
[14] -Al-Takveer,81:8-9; Tafseer Ibn Jareir Tabri ,tafseer Ibn-Kaseer,Aldarami ;Imam Abu Muhammad Abdullah ,sunnan Darami ,Dimashq 1349 hijri ,1/3-4
[15] Bukhari, *Al-Jaami' al-Sahih kitab ul Magazi,bab Umra tul Qazaa,2/61*
[16] *Ibn-e- maja, Abu Abdullah Muhammad bin Yazeed,Alqazweyni,Al-sunan,kitab ul Adab,bab Haq ul Yateem ,hades no3679,Maktaba Rehmania,Lahore, p397*
[17] *Abu Dawood,Suleman bin Ash-as(275H),Al-sunan,kitab ul Adab,bab fi man Zama Yateeman,hades no:5150,Maktaba rehmania,2/360; Tirmazi,Abu Essa Muhammad bin Essa,Jaamy Tirmazi,kitab ul Bir wa Sila an Rasool ﷺ, bab ma jaye fi rahmat il Yateem,Hadees no:1879,Maktaba Rehmania,Lahore,2/456*
[18] Tirmazi,hades no:1878;Abu Abdullah,Mashkat ul Masabeeh,bab shafqat o Rahmat alal Khulq,p423
[19]Abu Abdullah, Al-khatib, Mashkat ul Masabeeh,p423
[20] Qurtabi,Abu Abdullah(671H) Ahkam ul Quran,tafseer surah Duha,20/91
[21] Abid
[22] Sayyed Suleman Nadvi,Seerat ul Nabi ﷺ,Al-Faisal ,Lahore,1991,6/149-150
[23] Younus,10:16
[24] Al-Muzammil,73:1-4
[25] Sihaye sitta,Kitab ul Salah
[26] Bukhari , *,Al Jamye al-Sahih ,kitab ul wasaya ,1/382 ;* Bukhari *,Al Jamye al-Sahih Kitab ul riqaq ,bab kiaf kana eaish al nabi wal sahaba ,2/956.*

[27] *Sihahe sitta o digger kutab hdith kitab ul zakat.*

[28] *Ibn-e- saad ,al tabqaat ul kubra , tabba beroot ,1960 , 1/114 ; Qazi Gayaz ,al shifaa ,biqreef haququl Mustafa ,faSal wa ma khalqa fi alwafa wa hussan ul jahad wa salat ul rehmat , maktaba al tijaratu Kubra.Miser 1/128*

[29] -Bani-Israeel,17:23.25;Ankaboot,29:8;Luckman,31:14

[30] - *Fakhr ul din al razi , altafseer ul kabeer ,taba jaded ,maktaba uloom al Islamia ,Lahore ,11/301-302 (tehat tafseer surah al maun) ; Mododi,Abul Aala, tafheem ul Quran ,adara terjaman ul Quran Lahor ,2003, 6/486*

[31] -*Hashemi ,Noor ul deen Ali bin abi baker ,Majma al zawod wa manba al fawaid ,bab ma jaa fi alyataam wal ramil ,taba beroot 8 /171*

[32] *Abid, 8 /161*

[33] -Bukhari ,*Al-Sahih ,kitab al aadab ul mufrid ,bab fazal min yahool yateema , bahawala Syed Suleman Nidwi ; seerat ul nabi 6/150*

[34]Bukhari ,Al-sahih, baab bada al wahi ,1/3

[35] Bukhari , *kitab ul istaqrad wal waledoon wal hijar wal tafaies ,bab al salat ala min tarak dunia ,1/323*

[36]*Humam ibn e Manbaa ,Sahifa an abi Hurera ,taba Qahra ,116 hiri ,p610*

[37] *Termizi ,al jamye ,kitab ul farayez an Rasol Allah (S.A.W) bab maa jaa fi merasi al Khaal,hadith no: 2063 ,2/475 ; Al Tahawi ,sharah mani al esaar ,kitab ul faryez bab mowarais zawi ala arham ,dar ul kutab al ilmeya ,beroot labnan ,altabat ul owla ,2001 , hadith no 728, 4/233*

[38] *Al Tahawi,hawala mzkoor ,hadith no: 7290, 4/ 234*

[39] -*Ibn Asakar ,tareekh Damashaq al kabeer , (tarjma 3303 Abdullah bin Jafar) dar ahya al turass al arbi beroot ,29/173-174*

[40] *Seerat ul nabi (bazeel yateemo ky haqooq) 6/150*